رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس سے ہر اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی مراد دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۴ — یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۹ء — نمبر ۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ مع خاندان بخیریت ہیں۔ مقصود مع چند احباب طبی مشورہ کیلئے ۱۲ فروری کے بعد ظہر سے واپس تشریف لائے۔

سالانہ جلسہ۔ اکابرین سلسلہ کی اتفاق رائے سے ۱۴ مارچ بعد نماز جمعہ سے لیکر ۱۶ مارچ کی شام تک جلسہ کی تاریخیں تجویز ہوئی ہیں۔ تعطیلات ایسٹر کے جو نہایت گرم موسم میں تین قرار پائی ہیں۔ احباب ضرور اس موقعہ پر تشریف لاکر ثواب حاصل کریں۔

درخواست دعا۔ اگر کسی بھائی کی اپنی زمین لائلپور کے ارگرد ہو سکے تو وہ ایک مربہ زمین واسطے کاشت کے دے سکیں تو علی محمد صاحب احمدی ساکن مدہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر سے خط و کتابت کریں۔

درخواست دعا۔ ایک مخلص احمدی مکتہ پوری کی چھاتی پر پھوڑا ہے۔ احباب صحت کی دعا کریں۔ مسمی عبدالحق صاحب مولوی فاضل نے قریباً چالیس احباب کی ۱۱ فروری شام کو دعوت دی +

غطریف کا ابا اور میں

(2)

وہ جو غطریف کا ابا ہے مجھے کہنے لگا
میں اوگون کا قائل تو نہیں ہو سکتا
"آپ مرزا کو "محمدی" کہتے ہیں"
"یہ زبردستی ہے غیر دنکو وہی کہتے ہیں"
میں نے ڈانٹا کہ مسلمان ہو یا ہندو ہو ؟
بدگمانی کا مرض ہے تمہیں کیا دارو ہو
یہ اوگون نہیں ہے نہ ہم اسکے قائل
کیا مسلمان بھی ہوتے ہیں تو لا پر بال
اس کا مطلب ہے مشیل اور بروز کامل
یعنی اُس رنگ میں رنگین ہے میں شامل
جیسے اک آئینہ میں چہرہ نظر آتا ہے
عکسی قرآن بھی قرآن ہی کہلاتا ہے
ہنس کے کہنے لگا ایسی تو کئی گزری ہیں
میں نے پوچھا کہ بتاؤ جو کئی گزری ہیں"

نام جب چند سنائے تو کہا میں نے سیال
ان میں سے کون ہوا مہدی و موعود زماں
جس نے چیلنج کیا سارے جہاں کا منظور
جس نے دعوی کیا میں سب کیلئے ہوں مامور
کس نے اسلام کا اظہار کیا دنیا میں
شانِ احمد کو نمودار کیا دنیا میں
ضعفِ دشمن کو کیا کس نے یہ بخت بال
کس نے دنیا کو دکھایا وہ محمد کا جلال
"ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا کس نے"
اور مسیحائی سے مُردوں کو جلایا کس نے
ایک ہی شخص غلام۔ احمدِ مختار کا تھا
کام یہ سارا اسی مطلعِ انوار کا تھا
چاند پہلی کا بھی ہے چاند چھٹی کا بھی چاند
چودھویں رات کا کرتا ہے مگر سب کو مانند
نور تو سب میں اُسی شمس کا آتا ہے نظر
ایک ہی مظہر کامل ہوا کرتا ہے مگر
بس اسی طرح محمد تو کئی ہو گزرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولیا امت احمدؐ میں کئی سو گزرے
پر فنا ہو کے محمدؐ میں محمدؐ ثانی
جس نے ظلی و بروزی تھی نبوت پائی
ایک ہی رہ زازل سے تھا مقدر بیشک
جیسے ہوتا ہے بس اک بدر منور بیشک
مان لو جلد کہ ہے مصلح الف آخر
اس کا منکر ہے خدا اور نبی کا منکر
خیر خواہی سے یہ تحریک ہے بیعت کیلئے
تاکہ اکمل سے ملو دین کی خدمت کیلئے

ہوائی جہازوں کے ذریعہ سفر

(۲)

اخبار پرکاش میں اس سکیم کا حال چھپا ہے جو آج کل ہوائی جہازوں کے ذریعہ سفر کرنیکے متعلق زیر غور ہے

لنڈن سے ہندوستان چار دن میں

لنڈن سے ہندوستان میں آتے ہوئے چار دن اس طرح خرچ ہونگے لنڈن سے ۷ بجے صبح چل کر رات کو ۹ بجے پیرس۔ وہاں سے دوسرے دن صبح چل کر رات کو ۹ بجے شام قاہرہ۔ وہاں سے تیسرے دن صبح ۷ بجے چل کر ۱۰۰ میل پر بصرہ۔ چوتھے دن وہاں سے کراچی پہنچیں گے سردی سے بچاؤ کے لئے کمرے گرم کئے جایا کرینگے۔ اور گرمی سے بچنے کے لئے ان کو ٹھنڈا رکھنے کا انتظام بخوبی ہوگا جہاں جہاں جہاز ٹھیرینگے وہاں وہاں کمپنیوں کی طرف سے ہوٹل ہونگے۔ ان کا خرچ بھی کرایہ میں شامل ہوگا۔ سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے جہاز پر ۴۰۔ اور ۵۰ پونڈ لنڈن تک خرچ ہونگے اور اگر راستہ میں ٹھیرتے ہوئے جانا ہو تو ۷۰۔۸۰ پونڈ۔ یعنی اتنا ہی جتنا سمندر کے رستے جاتے ہوئے پہلے درجہ کا کرایہ ہے۔ کچھ وقت گزرنے پر کرایہ اس سے بھی کم ہو جائیگا۔ اور کچھ عرصہ بعد افریقہ سے ہندوستان آنیکے لئے سمندر کے راستے کے کرایہ سے بھی کم ہو جائیگا۔

ہندوستان میں ہوائی سفر

ہندوستان میں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ بذریعہ ہوا آنے جانے کا بندوبست ہو رہا ہے۔ کلکتہ میں اسی کام کے لئے ایک کمپنی کھولی گئی ہے۔ اس کا تعلق ولایت کی ایک بڑی ہوائی جہاز کی کمپنی سے ہوگا جو کلکتہ کی کمپنی کو اپنے جہاز دیگی۔ اگلے اپریل میں اس کے جہاز ہندوستان پہنچ جانے کی امید ہے۔ ایک ہوائی جہاز جو یہاں آنے والا ہے۔ وہ ان چھ جہازوں میں سے ہے جو برلن پر گولہ باری کرنیکے لئے بنائے گئے تھے اس کی رفتار ۱۲۰ میل فی گھنٹہ ہوگی۔ بارہ سو گھوڑے کی طاقت ہے وہ چلا کریگا۔ اس کمپنی کا خیال ہے کہ ہندوستان میں کلکتہ سے دہلی شملہ۔ لنکا اور دارجیلنگ آنے جانے کا انتظام کیا جائے۔ جہاز چلانے والوں کا انتظام تقریباً ہو چکا ہے جو بہت ہوشیار ہونگے۔ ہندوستان ہوائی جہازوں کے لئے سب سے اچھی جگہ ہے کیونکہ یہاں دھند نہیں ہوتی۔ اور جہازوں کو رکاوٹ نہ ہوگی۔ محصول ۱۴ آنہ فی میل کے حساب سے لیا جائیگا۔ اس حساب سے کلکتہ سے شملہ جو ریل کے راستہ ۱۲۵ میل ہے اور جسکا اول درجہ کا کرایہ ۱۲۱ روپیہ ۶ آنہ ہے۔ اور وقت ۴۲ گھنٹے لگتے ہیں۔ ہوائی راستے سے ۹۵۰ میل ہوگا اور کرایہ ۲۲۷ روپیہ ۸ آنہ ہوگا۔ اسی طرح کلکتہ سے شملہ بجائے ۴۲ گھنٹہ کے ۱۲ سے ۱۵ گھنٹے میں ہی کئی جگہوں پر اتر کر آرام لیتے ہوئے پہنچ سکیں گے۔ کلکتہ سے بمبئی ریل کے راستہ ۱۲۱۳ میل ہے۔ اول درجہ کا ٹکٹ ۱۰۵ روپیہ ۲ آنہ میں آتا ہے اور وقت ۴۶ گھنٹہ لگتے ہیں مگر ہوا کے ذریعہ پہنچینگے فاصلہ ۱۰۵۰ میل ہوگا اور ۱۲ سے ۱۵ گھنٹہ میں پہنچینگے اور کرایہ ۲۶۲ روپیہ ۸ آنہ لگیگا۔ کمپنی کا خیال ہے۔ کہ جہاں سہولیت سے پہنچ سکیگی وہاں ہوائی جہاز چلانیکی تعلیم بھی دیجاویگی۔ ڈاک کے محصول کا اندازہ بھی لگایا گیا ہے یہ محصول ایک پونڈ پارسل پر سو میل کے لئے ایک آنہ ہوگا۔ کمپنی نے کلکتہ کے پاس ۲۷ بیگھہ زمین خریدی ہے جو ہو۔ اب اڑنے کا وقت آگیا ہے جس سے سب کام جلدی ہونگے اور وقت کی قدر ہوگی +

رسالہ احمدی شائع ہوگیا

الحمد للہ علی احسانہ کہ رسالہ احمدی چھپ گیا ہے اور ۱۵ فروری کو درخواست کنندگان کے نام ارسال ہوگا۔ اس نمبر کا نام "علیم ثانی" ہے۔ اسمیں کیا لکھا ہے؟ وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے میں اپنی زبان و قلم سے کچھ نہیں لکھ سکتا۔ احمدی کی سالانہ قیمت جو ۲۸۴ صفحات کی ایک مکمل جلد ہوگی۔ عام خریداروں سے دو روپیہ ہے جو چھ چھ ماہ کی دو بار کرکے پیشگی بھیجائیگی۔ اور خاص صاحب وسعت احباب سے حسب توفیق جو بطور امداد عطا فرمائینگے موجب مشکوری و ثواب ہوگا۔ اور اس نمبر "علیم ثانی" کی قیمت ۶ر معہ محصول ڈاک ہے

مرقع ثنائی

بتائید خدائی چھپ کر طیار ہو گیا۔ اس میں مکتوب امرتسری مولوی ثناء اللہ کا وہ پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء جس میں اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "آخری فیصلہ" نامے مضمون درج کرکے اپنا جواب بصورت انکار شدید شایع کرکے یہ لکھا تھا کہ ہر دو قرآن مجید جھوٹے مفسد دغاباز لوگوں کو خدا تعالیٰ مہلت دیکر لمبی عمریں دیا کرتا ہے جس کے مطابق ثناء اللہ صاحب کو مہلت اور لمبی عمر ملی ہے۔ یہ تمام اخبار لفظ بلفظ سطر بسطر۔ صفحہ بہ صفحہ حرف بحرف نقل کرکے شامل کر دیا ہے۔ جو نہایت اعلیٰ کاغذ دلکھائی چھپائی سے طبع کیا ہے اسکو غیر احمدیوں میں تقسیم کرنا ذی استطاعت احمدیوں کا فرض ہے قیمت فی نسخہ ۶ر معہ محصول ڈاک +

احباب سے للہ گزارش - جو دوست ان دو نو رسالوں مندرجہ بالا میں سے کسی ایک کو بھی ملاحظہ کریں وہ اپنی رائے بے لاگ سے بغیر کسی رعایت کے ایک پیسہ صرف کرکے خاکسار مصنف ایڈیٹر فاروق کو ضرور مطلع فرما دیں۔ کہ انکی رائے میں یہ ہر دو رسالے اپنے مقصود میں کامیاب ہیں یا نہیں؟ حضرت اقدسؑ کے اصلی مضمون کا عکس بھی چھاپا ہے جو مرقع ثنائی کے ساتھ منگانا ضروری ہے۔ یہ علیحدہ ہے۔ فی عکس ۱ے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۹ء

النبوۃ فی خیر الامۃ

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان کے ساتھ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا سہرا امت محمدیہ کے سر پر باندھکر ترقی پر ترقی کرنیکے لئے من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اور ما محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا سرٹیفکٹ عطا کیا۔ یعنی اے امت محمدیہ تم صرف لفظی طور خیر امت نہیں ہو۔ بلکہ تم میں سے حسب مراتب نبی صدیق شہداء اور صالح ہونگے۔ حتی کہ وہ مرد کامل جو نبوت سے سرفراز ہوگا۔ کہ وہ بھی عین محمد ہی ہوگا۔ یعنی بروزی طور پر تمام کمالات محمد صلعم اس کو بھی عطا کئے جائینگے

خاتم کے معنی اور اسکی حقیقت

کیونکہ خاتم کے معنے مُہر کے ہیں۔ اور مُہر کا علاوہ اور خواص تصدیق وغیرہ کے ایک یہ بھی خاصہ ہے۔ کہ اپنے تمام نقوش کو معکوس علیہ میں ظاہر کردے۔ اور مُہر کی غرض بھی یہی ہوتی ہے۔ ورنہ ایک دوسرے کے نقص کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فعل لغو و عبث ٹھہریگا۔ جبکہ محمد خاتم یعنے مُہر ہوئے۔ لہ النبین معکوس علیہ اور اللہ تعالیٰ نے اس خاتم کا بنانیوالا۔ پس جس شخص پر اس خاتم کا پورا اثر ہوگا۔ وہ بلحاظ کمالات کے عین محمد ہی ہوگا۔ اور باوجود اس کے ہر دو ایک دوسرے کے لئے اصل اور ظل ہونگے۔ اور کسی قسم کی تفریق ہر دو میں جائز نہ ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی لئے فرمایا۔ ومن فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی ومارای فتبارلہ علم وتعلم۔ یعنی نبی کریمؐ اور مسیح موعودؑ میں بلحاظ کمالات وتقرب الی اللہ وغیرہ وغیرہ کے کوئی فرق نہیں۔ البتہ اس کے حصول کو تبارک من علم وتعلم سے ظاہر کیا یعنی جو کمالات کہ آپ کو حاصل ہوئے ہیں وہ خاتم النبیین کی خاتم کے ذریعہ حاصل ہوئے ہیں۔

شاید بعض اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں۔ اس لئے تصویری زبان میں ادا کرنا ضروری ہے۔ پس ملاحظہ ہو۔ ایک شخص اپنے نام "عطاء اللہ" کو کسی شے پر کندہ کروتا ہے۔ مہر جس چیز پر کہ وہ اپنی پوری تیاری کے ساتھ پڑیگی۔ اس میں بھی وہی لفظ "عطاء اللہ" کا موجود ہوگا۔ اور بلحاظ کمال وصفائی کے اگر کوئی بیرونی نقص لازم نہ آئے۔ دونوں ایک ہی ہونگے۔ کیونکہ اصل غرض اس مُہر میں لفظ عطاء اللہ ہی ہے نہ کہ لوہا و پتھر وکاغذ وغیرہ۔ پس یہ ہر دو ایک بھی ہونگے۔ اور اصل و ظل بھی ہونگے۔ الغرض یہ کیفیت خاتم النبیین کی ہے۔ یعنی جو شخص بھی اب اس امت میں نبی ہوگا۔ وہ عین محمد ہی ہوگا۔ اور اس اصل کا ظل بھی ہوگا۔ اور یہی حال مسیح موعود کا ہے۔ یعنے بلحاظ کمالات وغیرہ کے آپ عین محمدؐ بھی ہیں۔ اور ساتھ ہی ظل بھی ہیں۔

اور جبکہ آیۃ ممدوحہ کی مخاطب امت محمدیہ ہے اور یہ آیت مقام مدح میں نازل ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ سے معطوف ہے۔ تو اس کے ایسے معنے لینا۔ جو اس کی دل شکنی کا موجب ہو۔ کب روا ہو سکتا ہے۔ کیا کبھی کوئی انسان اس کہنے پر خوش ہوا ہے۔ کہ انمیں سے کسی کو بڑا عہدہ دے کر آئندہ کو اس عہدہ کو قطعی طور پر بند کردیا گیا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

شریعت میں خاتم کا مقام

قرآن و حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاتم (جسکی ایک غرض تصدیق بھی ہے) پہلے ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت سلیمان کا ایک خط نقل کیا ہے جو یوں ہے۔ انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ان لا تعلوا علی وأتونی مسلمین۔ یعنی لفظ سلیمان کو جو سارے مضمون کا خاتم ہے۔ پہلے لایا۔ اور بعد میں خاتم کی غرض کو بیان کیا۔ اسی طرح ہر سورت کا خاتم بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ اور اس خاتم کی غرض کو بعد میں رکھا ہے۔ حدیث شریف میں نبی کریمؐ کے خطوط درج ہیں وہاں بھی اسی طرح ہے۔ یعنے من محمد الی ھرقل وغیرہ وغیرہ۔ الغرض حضرت سلیمانؑ کے خط میں اور قرآن کریم کی ہر سورت میں اور نبی کریمؐ کے خطوط میں جو لفظ خاتم الکتاب ہے۔ وہ پہلے۔ اور اس خاتم کی غرض و مقصد کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ پس یہی حالت خاتم النبیین کی ہے یعنی محمدؐ جو النبیین کے خاتم ہیں پہلے۔ اور النبیین جو اس خاتم کی اغراض ہیں بعد میں۔ انسانی عدالت میں آخر میں دستخط ہوتے ہیں۔ لیکن اسی قانون میں اس کے ساتھ۔ تائیدات سماویہ وارضیہ۔ آسمان بارد نشان الوقت سمیگویدمن۔ این دو شاہد از پے تصدیق من استند۔ اور اگر خاتم کے معنے آخر کے لئے جائیں۔ تو اسکے معنے بھی مسجدی ہذا آخر المساجد کی طرح ہونگے۔ یعنے جسطرح کل مساجد نبی کریمؐ کی اتباع میں آپ ہی کی اغراض کو پورا کرنیوالی ہیں۔ اسی طرح النبیین آپ ہی کے اتباع میں آپ ہی کی اغراض کو پورا کرنیوالے ہونگے۔ اور اگر خاتم النبیین کی النبیین سے مراد انبیاء سابقین لے کر نبوت بند کی جائے۔ تو جائز نہیں (۱) نبی کریمؐ نے عیسیٰ موعود کو نبی اللہ فرمایا (۲) انبیاء سابقین کی نبوت آپؐ کے اتباع کے نتیجہ میں تھی۔ (۳) لو عاش ابراھیم لکان نبیا سے جو خاتم النبیین کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ انبیاء کا اپنی امت میں ہونا بیان فرمادیا۔ (۴) ان آیات کی مخاطب امت محمدیہ ہے نہ کہ امم سابقین نیز آیات

اور اسکا سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی مقام مدح میں ہے نہ مقام ذم میں۔ (۵) خاتم النبیین رسول اللہ کا معطوف ہی پس معطوف کے فعل کا اثر اممم سابقین پر ماننے سے معطوف علیہ کے فعل کا اثر بھی امم سابقین کو ہی ماننا پڑیگا۔ جو آیت کے سیاق سے بالبداہت باطل ہے۔ (۶) انبیاء سابقین کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ کیونکہ علم الٰہی و لوح محفوظ میں خاتم النبیین کی آیت موجود تھی۔ اور حدیث میں آتا ہے کنت نبیا و الادم بین الماء و الطین۔

الغرض خاتم النبیین کے صحیح معنے یہی ہیں۔ کہ انبیاء امت محمدیہ نبی کریم کے بروز کامل ہونگے۔ چنانچہ نبی کریم نے جس نبی کی پیشگوئی فرمائی۔ اسکے متعلق یہ بھی فرمادیا کہ یدفن معی فی قبری۔ اور قبر کے معنے بھی آپ ہی نے کردیئے۔ کہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور ایک حدیث میں بھی اسمہ اسمی سے اسی امر کو ظاہر کیا۔ یعنے اس میں اور مجھ میں کوئی دوئی نہیں ہوگی۔ اور میں اور وہ درحقیقت ایک ہی ہونگے گو شخصیت میں دو ہونگے۔ اور قرآن کریم نے بھی آخرین منہم لما یلحقوا بہم سے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنے وہ عین محمد ہی ہونگے۔

اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الخ کے معنے

اس آیت میں حسب مراتب چار گروہوں کا ذکر کیا۔ یعنے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح کا۔ یعنے نبی کریم کی اتباع سے حسب مراتب استعداد چار قسم کے لوگ ہونگے۔ اور ان کی تشریح قرآن کریم کے دیگر مقامات میں کی گئی۔ یعنے صلحاء (جو صدیق و شہید سے بہت پیچھے ہیں۔ بلکہ یہ محض ابتدائی مرحلہ ہے۔ یعنے اگر ایک شام کو کافر ہے۔ تو صبح ایمان لاکر صلحاء میں شریک ہوجاتا ہے۔ گو مدارج کے لحاظ ایک دوسرے میں بہت بڑا تفاوت ہو) علیحدہ بیان کیا۔ اور صدیق اور شہداء کو جو مراتب و کمالات کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ ایک جگہ بیان کیا۔ گو انمیں بھی بلکہ ہر ایک صدیق و شہید کے مراتب میں تفاوت ہے) جیسا کہ فرمایا۔ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم۔ اور نبی جو بلحاظ کمال کے ان ہر سہ مقامات سے اعلےٰ و اکمل مقام پر ہیں۔ جن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ آتا یاتینکم رسل منکم سے الگ بیان کیا۔ اور پھر اس امت کے انبیاء کو آیت خاتم النبیین میں علیحدہ کردیا۔ کہ وہ صرف نبی ہی نہیں ہونگے بلکہ عین محمد ہونگے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور اگر ان آیات میں نبی کی صرف معیت مان کر انکی نبوت سے انکار کیا جائے۔ تو آپس میں معطوف و معطوف علیہ ہونیکی وجہ سے بعد کے تین گروہ کا بھی انکار ہوتا ہے۔ یعنے صدیقوں اور شہیدوں کی معیت امت محمدیہ کو حاصل ہوگی۔ مگر خود کوئی صدیق یا شہید نہ ہوگا۔ وہذا خلف۔ اور اگر اولئک ہم الصدیقون والشہداء سے اس کا اقرار کیا جائے تو آیت لغو بے معنے ہوجاتی ہے (۱) صدیق شہید تو ہونگے لیکن دراصل یہ صدیق شہید نہ ہونگے۔ صرف صدیق شہید کی معیت انہیں نصیب ہوگی (۱) آیتہ اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین تک چاہیئے تھی اور والصدیقین الخ کی آیت محض زاید اور بے معنے۔ یعنے اگر امت محمدیہ کو انبیاء کی صرف معیت ہی حاصل ہوسکتی تھی اور صدیق شہید اور صالح نہیں ہوسکتے تھے تو آیت النبیین پر ختم ہوجاتی۔ کہ اس امت کو صرف انبیاء سے معیت ہی ہوگی خود انبیاء نہ ہونگے۔ اور دوسری آیت یعنے اولئک ہم الصدیقون والشہداء آ ہی صرف دوسرے گروہوں کے لئے کافی تھی اور اس آیتہ میں ان تین لفظ (والصدیقین والشہداء والصالحین) کے بڑھانیکی ضرورت نہ تھی۔

اما یاتینکم منی ہدی کے معنے

اس آیت سے اما یاتینکم رسل منکم کے معنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ ہی یہ آیت صرف بطور قصہ کے ہوسکتی ہے۔ ہدیٰ کے معنے احکام کیلئے جائز نہیں۔ جس سے یہ غلط نتیجہ نکالا جائے۔ کہ جس طرح اب کوئی نئے احکام نہیں آسکتے۔ اسی طرح اب کوئی رسول بھی نہیں آسکتا۔ اور صرف ان ہر دو آیات میں ماسبق کا ذکر ہے۔ قرآن کریم نے ہدے کے معنی آپ کردیئے ہیں یعنے ذکر و ایت چنانچہ ان ہر دو آیات کو ملا کر بھی ہدے کے معنے آیات ہی نکلتے ہیں۔ یعنے ایک آیت نے بتلایا کہ تم میں ہدیٰ آئیگی۔ اور دوسری آیت نے بتلایا۔ کہ وہ ہدیٰ رسول لے کر آئیگا۔ اور ہدیٰ کے معنے آیات کے ہیں جیسا کہ اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایاتی سے ظاہر ہے۔ ورنہ اس کے معنے یہ ہونگے کہ رسول تو صرف آیات لائینگے۔ لیکن ہدیٰ کا لانیوالا کوئی اور ہوگا۔ جو بالبداہت غلط ہے۔ علاوہ بریں خود اس آیت اما یاتینکم منی ہدیٰ نے خود آگے چل کر اپنے معنے آپ بتائے ہیں۔ اما یاتینکم منی ہدیٰ ..... والذین کفروا وکذبوا بایاتی (سورہ بقر) (۲) فاما یاتینکم منی ہدیٰ ..... فمن اعرض عن ذکری ..... قال کذالک اتتک ایتنا۔ (سورہ طٰہٰ) پس تمہارے پاس آیتیں آئینگی۔ اور آگے چل کر اس کے معنے بتادیئے۔ کہ ہدیٰ کے معنے احکام نہیں ذکر اور آیات ہیں۔ پس جو ان آیات کا انکار کریگا۔ ان کے لئے یہ سزا ہیں۔ الغرض آیت اما یاتینکم مانع نبوت نہیں ہیں۔ الغرض آیت اما یاتینکم مانع نبوت نہیں ہیں۔ کہ ..... صرف ازمنہ سابقہ کے لئے ہی مانا جائے۔ اور یہ ہدیٰ تو مسیح موعودؑ بھی لے کر آئے۔ اور اس کثرت سے کہ جس سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ اور نبی کریم نے بھی لنسالہ رجل او رجال من اہل فارس۔ اور ابناء فارس سے اس کی تائید کی ہے +

افسوس ہے کہ احباب جن کے نام دوبارہ چند فاروق کے وی پی کئے گئے ہیں بلاوجہ دوبارہ واپس کر رہے ہیں جس سے بہت نقصان محصول ڈاک وغیرہ کا ہو رہا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیرے جواہرات حاصل کرنیکا طریق

بیجانگر سے پندرہ دن کی مسافت پر شمال کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ جو البنجارہ کہلاتا ہے۔ اس کے گرد پانی کے چشمے ہیں جس میں بیشمار زہریلے جانور ہیں۔ اور پہاڑ کے اوپر بھی ہر جگہ سانپ رہتے ہیں۔ اس میں ہیرے اور جواہرات پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کی عقل کوئی ایسا طریقہ نہیں معلوم کر سکی ہے۔ کہ اس پہاڑ پر جانے کی کوئی ترکیب نکالی جا سکے۔ لیکن ہیرے اور جواہرات حاصل کرنے کا طریقہ انہیں معلوم ہو گیا۔ اس پہاڑ کے قریب ہی ایک دوسرا پہاڑ ہے۔ جو اس سے کسیقدر زیادہ بلند ہے۔ سال کے ایک خاص زمانے میں لوگ اس بڑے پہاڑ پر چل لیکے آتے ہیں۔ وہاں انہیں تازہ کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے جس میں خون بھرا ہوتا ہے۔ ایک خاص کل کے ذریعہ سے جو انہوں نے اس مقصد کیلئے بنائی ہے۔ دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دیتے ہیں۔ ہیرے اور جواہرات گوشت کے ٹکڑوں میں لپٹ جاتے ہیں گدھ اور عقاب جا کے اس گوشت کو اٹھا لاتے ہیں۔ کیونکہ انکے ڈر سے وہ وہاں بیٹھ کے نہیں کھا سکتے۔ اور ایسی جگہ لے آتے ہیں جو محفوظ ہو۔ لوگ ان کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں اور اس جگہ سے ہیرے اور جواہرات چن لیتے ہیں۔

قدیم ہندوستان میں قسم کھانیکے طریق

دعویداری مقدمات میں جہاں کوئی شہادت نہ ہو۔ ملزم سے قسم لی جاتی ہے۔ اور اس کے تین طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شخص جس سے قسم لیجاتی ہے۔ اپنے دیوتا یعنے بت کے سامنے کھڑا ہو کے اس بت کی قسم کھاتا ہے۔ کہ میں بیگناہ ہوں۔ اس قسم کے بعد وہ اپنی زبان پر ایک گرم سرخ لوہے کے ٹکڑے پر لگاتا ہے۔ اور اگر اسے کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ تو وہ بیگناہ قرار دیا جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ اسی طرح قسم کھانے کے بعد اس سرخ لوہے کو وہ شخص چند قدم لیکے چلتا ہے۔ اگر اس کا جسم کسی مقام پر جل گیا۔ تو اسے اس جرم کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچا تو رہا کر دیا جاتا ہے۔ قسم کھانیکا ایک تیسرا طریقہ یہ ہے۔ اور یہی عام طور پر رائج ہے بت کے سامنے ایک برتن میں ابلتا ہوا گھی رکھا جاتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں بیگناہ ہوں۔ اپنی دو انگلیاں اس ابلتے ہوئے گھی میں ڈالتا ہے۔ اور نکالتے ہی فوراً ان پر کپڑا لپیٹ کے مہر کر دیجاتی ہے۔ تاکہ اس بندش کو بدل نہ سکے تیسرے دن وہ پٹی کھولی جاتی ہے۔ اگر انگلیوں میں کسی قسم کا صدمہ پایا گیا۔ تو اس ملزم کو سزا دیجاتی ہے۔ اگر صحیح و سالم ہوئیں۔ تو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

عجیب و غریب چڑیا

وسط ہندوستان کی سرحد پر ایک عجیب و غریب چڑیا ہے۔ جو سمندہ کہلاتی ہے۔ اس کی چونچ بہت سے مختلف سوراخ ہوتے ہیں۔ جب اس کی موت قریب آتی ہے۔ وہ سوکھے تنکے اپنے گھونسلے میں جمع کرتی ہے۔ اس کی چونچ کے ہر سوراخ سے مختلف رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی وجد میں آکے اپنے بازو جھاڑنے لگتی ہے۔ اس سے لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ چڑیا اسی میں جل کے مر جاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس کی راکھ میں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی کیڑا بڑھ کے اس چڑیا کی شکل میں ہو جاتا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے اس چڑیا کی چونچ کی نقل میں بانسری بنائی ہے۔ جس کی آواز بھی بہت اچھی ہوتی ہے۔

میاں بی بی میں سلوک کرا دیا

مصعب کے عقد میں آنیکے بعد جناب عائشہ بنت طلحہ کے غمزہ و ناز کی یہ حالت تھی۔ کہ کبھی انہیں اپنے پنڈے میں ہاتھ نہ لگانے دیتیں مصعب خوشامدیں کرتے مگر وہ ایک نہ سنتیں۔ آخر ایک دن عاجز آکے اس کی شکایت اپنے معتمد اور منشی ابن ابی فروہ سے کی۔ اس نے کہا آپ کی ناز برداری نے ان کے ناز و انداز بڑھا دئے ہیں آپ کی اجازت ہو تو میں دم بھر میں سیدھا کر کے آپ کی لونڈی بنا دوں۔ مصعب نے کہا۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ مگر اتنا خیال رہے۔ کہ ان سے زیادہ محبوب مجھے دنیا میں کوئی نہیں۔ اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھے جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان سب سے زیادہ شیریں و پر لطف نعمت میں انہیں کو سمجھتا ہوں۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ آپ اطمینان رکھیں۔ انہیں ضرر کسی قسم کا نہ پہنچیگا۔ اس کے بعد ابن ابی فروہ دس قوی ہیکل حبشی غلاموں کو ساتھ لیا۔ اور جناب عائشہ کے دروازے پر جا کے دروازہ کھلوایا۔ اور اندر جانے کی اجازت مانگی۔ اس وقت رات ہو چکی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بولیں۔ بھلا اندر آنے کا یہ کون وقت ہے؟ جواب دیا۔ جی ہاں! میں اسی وقت آنے پر مجبور ہوں۔ عائشہ سامنے سے ہٹ گئیں۔ اور اسنے گھر کے اندر داخل ہو کے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ انگنائی میں ایک گہرا گڑھا کھود دو۔ وہ دو نوجوان کدالیں ساتھ لائے تھے۔ کھودنے لگے۔ اور جناب عائشہ اور ان کی کنیزیں گھبرا گھبرا کے دیکھ رہی تھیں کہ یہ گڑھا کیوں کھودا جا رہا ہے۔ آخر ایک کنیز نے پوچھا کہ گڑھا کیوں کھود رہے ہو۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ اب اس کا کیا جواب دوں۔ تمہارے آقا کمبخت اتنے بڑے ظالم و سنگدل ہیں کہ دم مارنے کی مجال نہیں۔ میں تو یہ کام نہ کرتا۔ مگر افسوس ان سے ڈرتا ہوں۔ اور ان کے حکم سے مجبور ہوں۔ اس کنیز نے گھبرا کے پوچھا۔ آخر انہوں نے کیا حکم دیا ہے۔ کہا حکم یہ ہے۔ کہ ایک گہرا کنواں کھود کے تمہاری بیوی کو اس میں زندہ دفن کر دوں۔ یہ سنتے ہی سب کنیزیں کانپ گئیں۔ اور عائشہ بنت طلحہ کے تو ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ ابن ابی فروہ کے پاس آکے رحم کی التجا کرنے لگیں۔ اس نے کہا۔ بیوی آپ کے میاں اتنے بڑے سنگدل ہیں۔ کہ جس کی حد نہیں۔ دنیا بھر میں ان سے بڑا خونریز آدمی نہیں پیدا ہوا۔ کس کی مجال ہے۔ کہ ان کے حکم کو ٹال کے اپنی جان خطرے میں ڈالے۔ جناب عائشہ نے خوشامد کر کے کہا۔ اچھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتنا ٹھہرو کہ میں ذرا ان سے مل لوں۔ ابن ابی فروہ نے کہا افسوس یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ساتھ ہی غلاموں کو ڈانٹا کہ جلدی کھود و۔ اس کی یہ سستی دیکھ کر جناب عائشہ اور سب کنیزیں زار و قطار رونے لگیں۔ اور گھر بھر میں پیٹ پڑ گئی۔ تھوڑی دیر رونے پیٹنے کے بعد انہوں نے نہایت ہی یاس کے لہجے میں کہا۔ تو کیا اب مجھے مار ہی ڈالو گے؟ اور میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں؟ ابن ابی فروہ بولا حضور کیا عرض کروں؟ اللہ جل شانہ اس سنگدل ظالم سے اس کا بدلہ ضرور لے گا۔ مگر اس وقت کوئی بات نہیں بن پڑتی۔ خدا نہ کرے۔ کہ اسے غصہ آئے۔ اس کا غصہ وہ کافر غصہ ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ عائشہ نے پوچھا تو آخر میرا قصور کیا ہے۔ جو مجھ پر یہ غصہ ہے بولا یہی کہ آپ انکا کہنا نہیں مانتیں۔ ان کو خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ آپ کے دل میں ان کی طرف سے کینہ ہے۔ اور آپ کے دل میں کوئی اور بسا ہوا ہے۔ اسی طیش میں وہ آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ بولیں۔ تو میں تمہیں قسم دلاتی ہوں۔ کہ ان کے پاس جا کے اس بارے میں کچھ کہو سنو۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ لیکن ڈر لگتا ہے۔ کہ میں حکم کی تعمیل نہ کروں پہلے ان کے سامنے گیا۔ اور انہوں نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ تو کیا ہو گا؟ اس جواب پر پھر گھر میں کہرام مچ گیا جب دیر تک یہی حالت رہی۔ اور ابن ابی فروہ نے سب کنیزوں خصوصاً جناب عائشہ کو خوب پٹوا لیا۔ تو کہا۔ افسوس آپ کی گریہ وزاری اب مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔ اب چاہے مارا جاؤں یا زندہ بچوں ان کے پاس جاتا ہوں۔ مگر حضور فرمائیے تو سہی کہ ان سے جا کے کیا کہوں؟ بولیں۔ تم ان سے ذمہ کرو کہ مجھے پھر کبھی ایسی حرکت نہ ہو گی۔ کہا اور اس کے معاوضہ میں حضور میرے ساتھ کیا سلوک کرینگی۔ جب تک جیتی ہوں۔ احسانمند رہونگی۔ بولا۔ تو پھر قسم کھا کے اقرار عہد و پیمان کیجئے۔ انہوں نے عہد کیا۔ اور ابن ابی فروہ حبشیوں کو کھودنے سے روک کے مصعب کے پاس آیا۔ اور ساری سرگزشت بیان کی۔ ان کو ابن فروہ کی کارروائی پر تعجب ہوا۔ اور کہا۔ تو پھر جا کے ان سے قسم بھی لے لو۔ کہ اب کبھی مجھ سے نہ لڑینگی اور نہ میرا کہنا رد کریں گی۔ ابن ابی فروہ نے فوراً جا کے اس کی بھی تعمیل کرائی۔ اور غلاموں کو لے کے واپس آیا۔ اور مصعب میں اور انمیں بہت دنوں کے لئے ملاپ ہو گیا۔

ابن جعفر کی سخاوت

حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے عبداللہ کی فیاضیاں اسلام میں بینظیر ہیں۔ چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

جناب معاویہؓ کے عہد میں جب مروان بن حکم ارض حجاز کا والی و حکمران تھا۔ ایک سال موسم حج کے موقع پر ایک فلاکت زدہ بدوی اسکے دروازے پر آیا۔ اور اعانت و دستگیری کا امیدوار ہوا۔ مروان باوجودیکہ حاکم و دولتمند تھا۔ اس سے کہا۔ میرے پاس تو دینے کیلئے کچھ موجود نہیں ہے۔ تم عبداللہ بن جعفر پاس چلے جاؤ۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرینگے۔ مروان سے یہ سنکے وہ بدوی حضرت عبداللہ کے دروازے پر آیا۔ اتفاقاً اس وقت وہ سفر حج کیلئے پا بہ رکاب تھے سب اسباب اونٹوں پر لد کے پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ خاص انکی سواری کا راحلہ دروازے پر کسا اور لدا پھندا کھڑا تھا جو کچھ مختصر سرمایہ تھا اسی اونٹ پر تھا۔ داہنے پہلو پر تلوار آویزاں تھی۔ اور عبداللہ سوار ہونے کیلئے دروازے سے نکل رہے تھے۔ کہ اس بدوی کا سامنا ہوا۔ اور ان کی صورت دیکھتے ہی اس نے چند اشعار پڑھے جنکا مضمون یہ تھا۔ کہ آپ خاندان رسالت اور قرابت والدان نبوت میں سے ہیں۔ وہ خدا ہیں فیاض ہیں۔ میں وہ مصیبت زدہ مفلوک الحال ہوں جس کی خبر گیری میں امیر شہر مروان نے اپنا مال صرف کرنے میں دریغ کیا۔ گویا مایوس ہوں۔ مگر امید اس دروازے پر لے آئی۔ کہ حکومت اپنے خزانے کا دروازہ چاہے بند کرے۔ مگر آپکے خزانے کا دروازہ نہیں بند ہو سکتی۔ بدوی کے یہ اشعار سن کے عبداللہ کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ کہا۔ اے بدوی میرا سب سامان تو لد کے جا چکا۔ فقط یہ اونٹ رہ گیا ہے۔ لہذا یہ مع اس تمام مال و اسباب اور ساز و سامان کے جو اسپر ہے تیرا ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ تلوار جو دائیں جانب بندھی ہوئی ہے۔ اس سے کبھی بدعہدی اور فریب کا کام نہ لینا میں نے اسے ایک ہزار دینار دے کے خریدا ہے۔ بدوی نے اس کا وعدہ کیا۔ اظہار شکر گذاری میں چند اور شعر سنائے۔ اور اس اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے کے چلا گیا۔

اسی طرح ایک اور موقع کا ذکر ہے۔ کہ ایک ناشناسا مفلس بادیہ پیما نے ان کے سامنے آ کے چند اشعار پڑھے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا۔ کہ ابو جعفر (یہ جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی کنیت تھی) نے مجھے حریر کی قبا پہنائی ہے۔ کئی دن گزر گئے۔ اور اس کی تعبیر نہ ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے ایک دوست سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا اس خواب کی تعبیر بغیر پورے ہوئے نہیں رہ سکتی۔ آل جعفر کے جن محترم بزرگ کو تم نے دیکھا ہے۔ کوئی معمولی شخص نہیں۔ سارا زمانہ ان کے ابر کرم سے فیض یاب ہو رہا ہے وہ اس پائے کے فیاض ہیں۔ کہ خود فیاضی کو انہوں نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ خبردار مجھ سے آگے نہ بڑھنا۔ اور اس نے سر انقیاد جھکا کے قبول کر لیا۔ کہ میں ہمیشہ آپ کی لونڈی اور تابع فرمان رہونگی۔ ایسے بزرگ ممکن نہیں کہ تمہارے خواب کو سچا نہ کر دکھائیں۔ یہ اشعار سن کے جناب عبداللہ نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ کہ میری حریر کی قبا لا کے ان کو دیدو۔ غلام تو قبا لانے گیا۔ اور انہوں نے اس بدوی سے کہا۔ مگر تم نے خواب میں وہ میری قیمتی زربفت کی قبا کیوں نہ دیکھی۔ جو حریر والی قبا سے بدرجہا اچھی ہے؟ وہ میں نے تین سو دینار کو مول لی تھی۔ اور یہ اس سے بہت ہی کم قیمت کی ہے۔ بادیہ مذاق بدوی شاعر نے کہا۔ تو اس کو احتیاط سے رکھیے گا۔ اب کی دفعہ ان شاء اللہ میں اس کو خواب میں دیکھونگا۔ یہ سن کے عبداللہ بن جعفر ہنسے اور غلام سے کہا۔ کہ دونو قبائیں لا کے ان کے حوالے کر دو۔

ایک بار کوئی تاجر بغرض تجارت بہت سی شکر لیکے مدینہ طیبہ میں آیا۔ مگر یہاں آ کے دیکھا۔ تو شکر کا نرخ اس قدر کم پایا۔ کہ سمجھا میرا سارا روپیہ ڈوب گیا۔ تھوڑی پونجی کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آدھی کپڑا و بازار ہی نے حواس بگاڑ دیے۔ ایک ایک کے آگے جاکے روتا۔ فریاد کرتا۔ مگر کوئی بھی کر سکتا تھا؟ آخر اسی زیادہ بیتاب بیقرار دیکھ کے کسی نے کہا۔ اس رونے دھونے اور مارے ہائے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر مدد چاہتے ہو تو عبداللہ بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہو کے اپنی مصیبت بیان کرو۔ شائد انہیں ترس آجائے۔ تو پھر تمہارا کام بن جائیگا۔ اشارہ پاتے ہی وہ آپ کے پاس دوڑا آیا۔ اور اپنی مصیبت بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اپنی شکر یہاں لے آؤ۔ حکم پاتے ہی وہ ساری شکر لادکے لے آیا۔ آپ نے اپنے غلاموں کے سامنے ایک بڑا سا دسترخوان بچھوا کے کہا۔ سب شکر اس پر ڈھیر کر دو۔ اسنے دم بھر میں انبار لگا دیا۔ حضرت عبداللہ نے جب دیکھ لیا۔ کہ اب اسکی پاس شکر نہیں باقی رہی تو لوگوں کو حکم دیا۔ کہ اس شکر کو لوٹ لو۔ اشارے کی دیر تھی۔ لوگوں نے جی کھول کے لوٹنا شروع کیا اور دم بھر میں میدان صاف تھا۔

جس وقت لوگ شکر لوٹ رہے تھے۔ وہ تاجر اس منظر کو کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا حضرت میں بھی لوٹ سکتا ہوں؟ جواب ملا۔ ہاں۔ ہاں شوق سے لوٹو۔ اجازت پاتے ہی وہ بھی جھپٹ جھپٹ کے اپنے خالی کئے ہوئے بورے بھرنے لگا۔ اور بہت سی شکر اسے بھی مل گئی۔

جب شکر بالکل لٹ گئی تو آپ نے اس کی قیمت پوچھی تاجر نے عرض کیا۔ چار ہزار درہم۔ فوراً یہ رقم دلوا دی گئی۔ اور وہ اس کو لے مع لوٹی ہوئی شکر کے خوش خوش اپنی فرودگاہ میں آیا۔ وہاں اسنے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو سب لوگ اس حیرت انگیز فیاضی پر تعجب کرنے لگے۔ اتنے میں کسی نے کہا۔ اجی عبداللہ بن جعفر کی فیاضی کا تو یہ عالم ہے کہ دینا یاد بھی نہیں رہتا۔ جو آج دیتے ہیں کل بھول جاتے ہیں۔ اور دوبارہ جاکے مانگو تو مکر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ تاجر خواہ آزمانے کیلئے یا لالچ سے دوسرے دن حضرت عبداللہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حضور آپنے ابھی شکر کا روپیہ نہیں دیا۔ آپ نے سنتے ہی پھر چار ہزار درہم دلوا دیے۔ تیسرے روز وہ پھر پہنچا۔ اور وہی رقم پھر طلب کی۔ آپنے اسے بے تکلفی و سادگی سے پھر چار ہزار درہم دلوا دیے۔ مگر آج جب وہ رقم لے کے چلنے لگا۔ تو اس سے فرمایا۔ یہ ملا کے بارہ ہزار درہم ہو چکے۔ یہ الفاظ سنکے وہ سمجھا۔ کہ یہ غلط مشہور ہے کہ آپ کو دینا یاد نہیں رہتا۔ یاد سب کچھ رہتا ہے مگر جوش فیاضی اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ کسی کی درخواست سننے کے انکار کریں اور "نہیں" کا لفظ زبان سے نکلے۔

ایسا ہی واقعہ ایک اور بدوی کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس نے اپنا اونٹ آپ کے ہاتھ بیچا تھا۔ جسے آپنے محض اسکی کفالت و امداد کے خیال سے مول لیا ہوگا۔ اس نے مسلسل تین دن تک آکے تین بار اس اونٹ کی قیمت لی۔ اور آپ دیتے چلے گئے۔ مگر تیسرے دن بتا دیا۔ کہ میں تین بار قیمت دے چکا ہوں۔ اور وفور ندامت سے اسے چوتھی بار آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

تو نے خود روحوں پر اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقانِ زار کا

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس کے وصال کی تڑپ رکھے چنانچہ ہر انسان کسی نہ کسی رنگ میں اپنی اس تڑپ کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس کے لئے طرح طرح کی مصیبتوں میں اپنے آپ کو ڈالتا ہے لیکن جب تک صراط مستقیم حاصل نہ ہو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ ذیل میں ایک ہندو کی آپ بیتی نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ ایشور کو پانے کے لئے کیا کیا کچھ کرتا رہا۔ جو اظہار یکساں ہے

لیکن میں شروع ہی سے گاؤں کے اندر آئے ہوئے سادھوؤں کی سیوا کیا کرتا تھا جب گاؤں میں کسی قسم کا بھی سادھو آتا۔ تو میں خبر پاکر فوراً اس کے پاس جاتا۔ اس کیواسطے آٹا۔ دودھ گھی۔ لکڑی وغیرہ جو کچھ ضرورت ہوتی لاتا۔ بلکہ کئی کئی دفعہ اپنے گھر سے سارا وہ سادھوؤں کی بھینٹ کر دیتا۔ اور گاؤں میں پھر کر بعض دفعہ پندرہ پندرہ سیر آٹا اکٹھا کر لیتا۔ میرے بھائی مجھ کو بہت سمجھایا کرتے لیکن میں نے ایک نہ مانی فقیروں کی سیوا کرنیکے بعد میں صرف ان سے ایک سوال کیا کرتا۔ اور وہ یہ کہ مجھے ایشور کے درشن کیسطرح ہو سکتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک فقیر گاؤں میں آیا میں بھی پہنچا۔ سیوا وغیرہ کرنیکے بعد میں نے کہا کہ مہاراج مجھے ایشور کے درشن کیسے ہوں۔ تو اس نے مجھے شیو جی کی جوت ایک سال تک لگانی بتائی۔ اور کہا کہ پھر تم کو ایشور ضرور درشن دیگا۔ میں نے ایک سال تک جوت لگائی لیکن ایشور کے درشن نہ ہوئے یہانتک کہ میں نے ناامید ہو کر یہ کام چھوڑ دیا۔ اب دوسرا فقیر آیا۔ میں نے اسکی آؤ بھگت کے بعد اس سے بھی پوچھا کہ میں ایشور کے درشن کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ تم پہاڑ کے دامن میں بارہ برس تک ننگے رہا کرو صرف ایک لنگوٹ باندھا کرو۔ پھر تمکو چار مہینے میں ہی ایشور درشن دیگا۔ میں نے ایسا ہی کیا تمام جاڑا گزار دیا۔ بلکہ اس عرصہ میں میرا جسم بہت دبلا ہو گیا۔ ایک دفعہ تو موت کی نوبت پہنچ گئی تھی لیکن نتیجہ کچھ نہیں میں بہت مایوس ہوا اور یہ کام بھی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک کن پاڑہ فقیر آیا۔ میں نے اس کی خاطر تواضع کی اور پھر وہی درشنوں کا سوال اس سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ ایشو کے درشن کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ تم ایک سال تک صبح ہی بن کھائے گوئیں کا پانی جتنا تم پی سکو پی لیا کرو۔ میں نے ایسا ہی عمل کیا۔ یہاں تک کہ میں ایک ایک من پانی پی لیا کرتا تھا۔ لیکن ایشور کے درشن کہاں۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی۔ اور ان سادھوؤں پر غصہ آیا۔ خیر اس کام کو بھی چھوڑ بیٹھا۔ اتفاق سے ایک دن ایک نام کے یاسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیراگی گاؤں میں آئے میں بھی ان کے پاس گیا۔ اور پچھلا سب ماجرا سنایا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن اس طرح نہیں ہوا کرتے جس طرح تم نے کیا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن کے لئے تم ہر روز صبح و شام دو نوافل بیٹھک کیا کرو۔ اور دوڑ کیا کرو۔ اور فرصت کے وقت جنگلوں میں پھرا کرو۔ کیونکہ وہاں اکثر ایشور کسی بھیس میں مل جایا کرتا ہے۔ چنانچہ میں یہی کام کرنے لگا۔ اس کام سے لوگ مجھے بیوقوف کہنے لگے۔ لیکن میں نے کچھ پروا نہ کی اور برابر اپنے کام میں لگا رہتا۔ چنانچہ ایک دم سے میں پندرہ پندرہ سو بیٹھک کرنے لگا۔ اور ایک گھنٹہ میں دس کوس کی دوڑ کرنے لگا۔ اس کام سے گو میرا جسم تو مضبوط ہو گیا۔ لیکن ایشور کے درشن نہ ہوئے کچھ نتیجہ نہ پا کر میں نے اس کام کو بھی تیاگ دیا۔ اسی طرح ایک سادھو نے مجھے سال بھر تک نیم کے پتے کھانے بتائے۔ ایک نے سال بھر تک ایک سمادھی پر جوت لگوائی۔ میں نے یہ سب کچھ کیا لیکن درشن کا پیاسا ہی رہا۔ ایک فقیر نے مجھے ہمیشہ نام رام رام رام رٹنا ہی بتلایا۔ گویا لوگوں نے میرا نام بھی رام رام دھر لیا۔ اس طرح سے میں گاؤں میں اور آس پاس بھگت مشہور ہو گیا۔ جو آتا بھگت کا گھر پوچھتا۔

اس قسم کی بیہودہ گوئیوں میں بعض مسلمان بھی مبتلا ہیں۔ حالانکہ ان کو خدا نے اپنے ملنے کی راہ بھی دکھا دی تھی۔ مگر وہ ہیں کہ کتاب اللہ کو دور پھینک کر کے دشت نامرادی میں ٹامک ٹوئیے مارتے پھرتے ہیں۔ خدا کرے وہ اب بھی خدا کی طرف بلانیوالے منزل مقصود پر پہنچانے والے حقیقی خیر خواہ کی آواز پہچانیں۔ جو اس زمانہ کا مہدی و مسیح ہے علیہ السلام

تبلیغی خط منظوم

یہ تبلیغی خط ایک نوجوان صالح منشی حبیب احمد صاحب احمدی بریلوی۔ حال قادیانی نے اپنے عزیز احباب کو لکھا ہے جو چونکہ یہ خط سوز و گداز سے لکھا گیا ہے اس لئے ناظرین تاریخ کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اے مرے مہربان مولیٰ
میری باتوں کو دھیان میں لانا
بدگمانی کو دل سے دور کریں
کچھ نہ کچھ غور تو ضرور کریں
آخر اک دن سبھی کو مرنا ہے
دار فانی سے کوچ کرنا ہے
قبر میں کون ساتھ جائیگا
کام اس وقت کون آئیگا
ہاں اگر فضلِ کبریا ہوگا
پھر تو دارین میں بھلا ہوگا
فضل چاہو تو حق قبول کرو
وقت ضائع نہ یوں فضول کرو
بات کہتا ہوں صاف اور سچی
ہو مبارک کہ آگئے مہدیؑ
آئینوالا مسیحؑ آپہنچا
وہ فصیح۔ فصیح آپہنچا
نور اک آسمان سے آیا
کیا کہوں کیسی شان سے آیا
جس کے سب منتظر تھے مدت سے
آگیا ہے وہ شان و شوکت سے
احمدِ مجتبیٰ کا نور ہے وہ
سرورِ انبیاء کا نور ہے وہ
نام جس کا غلامِ احمدؐ ہے
بات جس کی کلامِ احمدؐ ہے
بات جب اس کی یاد آتی ہے
یاد سے ساری خلق جاتی ہے
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں
یونہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ سامنے آئیں
میرے منہ پر وہ بات کہہ جائیں
مجھ سے اس دلستان کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں
خانصاحب۔ مکرمؐ اور خلیلؐ
دیکھیں انصاف سے جو حق کی دلیل
ہے یہ امید احمدی ہو جائیں
قائلِ مظہرِ نبی ہو جائیں
اے مرے مہربان جمیلؐ سنو
چھوڑ کر سارے قال و قیل سنو
کیا ہوا تم کو کیوں ہوئے خاموش
کم ہوا کیوں وہ دوستی کا جوش
تم سے کہتا ہوں اب میں بھر کے آہ!
کس لئے تم بنے ہو چپ شاہ
خط کئی میں نے تم کو لکھے تھے
ہے یقین تم کو وہ ملے ہونگے
نہ دیا تم نے ایک کا بھی جواب
ایسے کیوں ہو گئے ہو زیرِ حجاب
خوابِ غفلت کی انتہا بھی ہے
تم کو منظور جاگنا بھی ہے
یا یوں ہی مستِ خواب رہنا ہے
بحرِ غفلت میں تم کو بہنا ہے
یہ نہ سمجھو کہ زندگی ہے مدام
نہیں دنیا ہمیشگی کا مقام
ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت
منتظر اب جواب کا ہوں میں
اور دعا گو جناب کا ہوں میں
امتِ حضرت محمدؐ ہوں
احمدی ہوں حبیب احمدؐ ہوں
سب کو میرا سلام پہنچائیں
اور میرا پیام پہنچائیں۔